بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۳۲ | ۲۵ ماہ شہادت ۱۳۲۳ہش | یکم جمادی الاول ۱۳۶۳ھ | ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۹۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۴ ماہ شہادت۔ آج صبح دس بجے کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو پیٹ میں درد اور پیچش کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت و عافیت کیلئے دعا فرمائیں ——— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی ابھی دہلی سے تشریف نہیں لائیں۔

سیدہ مریم صدیقہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو جوڑوں کے درد میں پہلے کی نسبت کمی ہے۔ کامل صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمدللہ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو تا حال حرارت ہو جاتی ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔

کل خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام سال ہفتم کا پہلا امتحان کتب (اخلاق احمد و شمائل احمد) کا ہوا۔ خدام کے علاوہ ۴۳ مستورات بھی شریک ہوئیں۔

روزنامہ الفضل قادیان ——— یکم جمادی الاول ۱۳۶۳ھ

ملفوظات حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

فرمودہ ۴ اپریل بعد نماز مغرب

زندگی کن لوگوں کو ملتی ہے

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے عرض کیا کہ اس آیت کے آگے آتا ہے۔ وَ قَالُوْٓا ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا اس کے کیا معنے ہیں؟

حضور نے فرمایا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم جب ہڈیاں اور خاک بن جائیں گے۔ تو کس طرح زندہ ہوں گے۔ ان کو فتح کس طرح مل سکتی ہے۔ زندگی تو انہی کو ملے گی۔ جو حیات کے قائل ہیں۔ اور جو خدائی وعدوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم ان کو اپنے انعامات کیوں دیں۔ جو خدائی فضلوں کے ہی منکر ہیں۔

حضور سے عرض کیا گیا۔ کہ فتہجد بہ نافلۃ لک میں ہٖ کی ضمیر کس طرف جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا قرآن شریف کی طرف۔

نماز تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت

عرض کیا گیا۔ تہجد میں مادہ تر قرآن شریف پڑھنا چاہیئے یا دعائیں مانگنی چاہئیں؟

حضور نے فرمایا:۔ موقع موقع کی بات ہے۔ البتہ تہجد میں قرآن کریم کی لمبی تلاوت کرنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت نائلہؓ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ ان کے متعلق ذکر آتا ہے۔ کہ جب منافقین حضرت عثمان کو قتل کرنے کے لئے اندر داخل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا ارے تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ جو رات کو کھڑے کھڑے قرآن کریم ختم کر دیتا ہے۔ اگر تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ تو بے شک کر دو۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے۔ آپ ایک دفعہ تہجد میں کھڑے ہوئے۔ اور آپ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع فرمادی۔ جب یہ سورۃ ختم ہوئی۔ تو سورۂ نساء شروع کر دی۔ وہ ختم ہوئی۔ تو سورۂ آل عمران شروع کر دی۔ مگر ایسا وہی کر سکتا ہے جسے قرآن کریم حفظ ہو۔ باقی لوگ تو اُتنا ہی قرآن کریم پڑھ سکتے ہیں۔ جتنا انہیں یاد ہو۔ باقی وقت اُن کا دعاؤں میں ہی صرف ہو گا۔

فرمایا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نافلۃً لک فرمایا ہے۔ اور اس سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر چونکہ قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ اور اس کی حفاظت آپ کے لئے ضروری تھی۔ اس لئے آپ کو خصوصیت سے یہ حکم دیا گیا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ وہ قرآن کریم کی حفاظت کرے گا۔ مگر بہرحال چونکہ انسانی کوشش بھی ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نافلۃً لک فرمادیا۔ کہ تجھے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ تاکہ قرآن تجھے بھولے نہیں۔ بلکہ ذہن میں محفوظ رہے۔ اسی لئے آپ تہجد میں خصوصیت کے ساتھ قرآن کریم کی لمبی تلاوت کیا کرتے تھے۔ باقی لوگ اس کی جگہ دعاؤں پر زور دے سکتے ہیں۔

ایک ہی آیت بار بار پڑھنا

فرمایا:۔ صحابہؓ اور اُمت محمدیہ میں جو بڑے بڑے اولیاء گذرے ہیں۔ اُن کے طریق عمل سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ وُہ بعض دفعہ ایک ایک آیت ہی دیر تک پڑھتے رہے اور اسی کو بار بار دُہراتے رہے۔ بعض کے متعلق آتا ہے۔ کہ انہوں نے ساری رات میں صرف دو رکعت تہجد کی نماز پڑھی جسے بعد میں ایک اور رکعت پڑھ کر ختم کر دیا۔ مگر اس تمام عرصہ میں ایک آیت کو ہی بار بار تضرع اور خشوع سے دہراتے رہے۔

حضور سے عرض کیا گیا۔ کہ کیا تہجد کی حالت میں قرآن شریف کھول کر سامنے رکھ لینا اور اس کو دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

حضور نے فرمایا۔ نہیں۔

مولوی محمد علی صاحب اور انکا ترجمہ قرآن

مولوی محمد علی صاحب کا ذکر آیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ سنا گیا ہے۔ کہ اب انہوں نے ترجمۂ قرآن کی آمد کے ایک حصہ کو اپنی بیوی اور اولاد کے لئے وقف کر دیا ہے۔ پہلے غیر مبایعین سمجھتے تھے۔ کہ چونکہ مولوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے اگر اس محنت کا کچھ فائدہ مالی لحاظ سے وہ اٹھا لیں۔ تو اس میں کیا حرج ہے مگر اب جبکہ انہوں نے اپنے خاندان کی طرف ہمیشہ کے لئے اس کا مفاد منتقل کر دیا ہے۔ یہ امر غیر مبایعین کی طبیعت پر گراں گذر رہا ہے پہلے تو سمجھتے تھے۔ مولوی صاحب جب تک زندہ ہیں بے شک فائدہ اٹھا لیں۔ مگر وفات کے بعد اس چیز کو اپنے خاندان کے لئے مخصوص کر دینے کے معنے یہ بنتے ہیں۔ کہ گویا وہ اس چیز کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ اور یہ بات ایسی ہے۔ جو غیر مبایعین کے لئے حیرت کا موجب ہے۔

ہر محلہ کے امام الصلوٰۃ کیلئے ضروری ہدایت

فرمایا۔ ہر محلہ کے امام الصلوٰۃ کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مقتدیوں سے یہ دریافت کیا کرے۔ کہ ان میں سے کتنے لوگ مسجد مبارک میں کوئی نہ کوئی نماز باقاعدہ آکر پڑھتے ہیں۔ یہ بھی نوٹ کرنا چاہیئے کہ آیا باری باری لوگ آتے ہیں۔ یا ہمیشہ وہی لوگ آتے ہیں۔ جو ایک دفعہ آچکے ہیں۔ اگر باری باری لوگ نہیں آتے۔ اور جو ایک دفعہ اس مسجد میں نماز کیلئے آئے تھے۔ وہی بار بار آتے ہیں۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

کہ صرف ایک طبقہ میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور دوسرا طبقہ غافل ہے۔ حالانکہ ہماری غرض یہ ہے۔ کہ سب میں بیداری پیدا کی جائے۔ بے شک دنیا میں کوئی کام سو فی صدی نہیں ہو سکتا۔ مگر سو فیصدی کے قریب قریب تو ہونا چاہیئے۔ یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ لوگ مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا کیا کریں۔ اور پھر یہاں جو باتیں ہوتی ہیں۔ وہ بھی سن لیا کریں۔ مسجد کی برکات کے لحاظ سے تو وہ جس نماز میں چاہیں شامل ہو کر برکات حاصل کر سکتے ہیں۔ خواہ ظہر میں شامل ہوں خواہ عصر میں شامل ہوں۔ خواہ عشا یا فجر میں شامل ہوں۔ لیکن مغرب کی نماز میں آکر وہ باتیں بھی سن سکتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی تحریک ہونی چاہیئے۔ کہ لوگ کم از کم ہفتہ میں ایک دفعہ مغرب کی نماز مسجد مبارک میں آکر پڑھا کریں۔ ایک دو دفعہ آنے سے چاٹ پڑ جاتی ہے۔ اور پھر انسان مداومت سے آنے لگ جاتا ہے۔ گو یہ مسجد اتنی وسیع نہیں جہاں مداومت سے سب لوگ آسکیں۔ لیکن پھر بھی باری باری سب فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ دونوں کو اپنے اپنے طریق پر اس سلسلہ میں کوشش کرنی چاہیئے۔

فرمودہ ۵ اپریل ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے ایک رویا کی تعبیر

فرمایا ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کا ایک خواب "الفضل" میں شائع ہوا ہے۔ انہوں نے تو اس کی اور تعبیر کی ہے۔ مگر میرے نزدیک اور ہے۔ انہوں نے رویا میں دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ جب وہ قریب پہونچے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل مرزا سلطان احمد صاحب کی شکل سے بدل گئی۔ میں نے سمجھا۔ کہ اس میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام تو تھا غلام احمد اور پھر جو آپ کی شکل مرزا سلطان احمد صاحب کی شکل سے بدل گئی۔ تو درحقیقت اس میں اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ جو شخص احمد ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام رہے۔ اور ہمیشہ آپ کی روحانی اولاد میں شامل رہے وہی شخص ایک وقت دشمنان دین کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلطان یعنی حجت بن جاتا ہے۔ اولاد چونکہ اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں شامل ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ آپ کی تعلیم کو پھیلائے۔ آپ کے دین کی اشاعت کرے۔ اور ہمیشہ آپ کی غلامی سے وابستہ رہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو عبادتیں کرتے ہیں۔ زہد و تعبد اختیار کرتے ہیں۔ اسلام اور دین کو پھیلانے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے احکام کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہیں۔ مگر ایک وقت ایسا آتا ہے۔ جب ان کا قدم غلط راستہ کی طرف اٹھ جاتا ہے۔ اور وہ ایسی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے خلاف ہوتی۔ اور اسلام پر تبر رکھنے کے مترادف ہوتی ہیں۔ لیکن جو غلام احمد ہو یعنی باوجود احمد کے مقام پر پہنچ جانے کے وہ غلام کا غلام ہی بنا رہتا ہے۔ زہد اور تعبد اور خدا کی عبادت اور دین کی خدمت کی وجہ سے اس کے اندر غرور اور کبر پیدا نہیں ہوتا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا روحانی باپ ہی سمجھتا ہے۔ آخر وہ سلطان بن جاتا ہے۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت سے دشمنان دین کے لئے حجت بن جاتا۔ اور اسلام کے غلبہ کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ گویا ہر غلام احمد کا آخر میں سلطان احمد ہو جانا ایک ضروری امر ہے۔ پس اس خواب کے معنے درحقیقت یہی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اسلام غالب آئے گا اور دشمنان اسلام کے لئے آپ کا وجود حجت ہوگا۔

مسلمانوں کی موجودہ مایوسی کو قبر کی حالت سے مشابہت

فرمایا ایک اور عجیب بات ہے۔ جس کی طرف پہلے ذہن منتقل نہیں ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کے متعلق احادیث میں ذکر آتا ہے۔ آپ نے قبر کے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ قبر کا عذاب ایسا سخت ہوگا۔ کہ مسیح الدجال کے فتنہ کے قریب قریب ہوگا۔ اس سے دجالی فتنہ کی اہمیت اور اس کی شدت کا پتہ چلتا ہے۔ موت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے بعد انسانی اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اور انسان اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ وہ بہت ہی کرب اور ابتلا کا زمانہ ہوگا مگر ساتھ ہی فرماتے ہیں وہ فتنہ مسیح الدجال کے قریب قریب ہوگا۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ مسیح الدجال کو کتنی اہمیت دی ہے۔ کہ عذاب قبر کو آپ نے اس کے قریب قریب قرار دیا ہے۔ پھر جس طرح قبر سے انسان واپس نہیں آسکتا۔ اور کفار کی گھبراہٹ اور ان کے کرب کا کوئی علاج نہیں ہوگا۔ اسی طرح فتنہ مسیح الدجال کو آپ نے اس سے بہت بڑا فتنہ قرار دے کر اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس طرح مردے دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ اور وہ دوبارہ دنیا میں آنے سے مایوس ہو جاتے ہیں اسی طرح مسلمان اس زمانہ میں اپنی ترقی سے بالکل مایوس ہو چکے ہونگے۔ اور وہ سمجھ ہی نہیں سکیں گے۔ کہ ان کو دوبارہ حیات کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کی موجودہ مایوسی کو قبر کی حالت سے مشابہت دی ہے۔ بلکہ قبر کے عذاب سے بھی اس فتنہ کو بڑا قرار دیا ہے۔ یعنی زمانہ قبر میں کفار کو اپنی دوبارہ زندگی سے اتنی مایوسی نہیں ہوگی۔ جتنی مایوس مسلمانوں کو دجالی فتن کے زمانہ میں اپنی زندگی سے ہو چکی ہوگی۔ چنانچہ دیکھ لو آجکل مسلمانوں پر کس طرح مایوسی طاری ہے۔ مسلمان اپنی آئندہ ترقی سے اس قدر مایوس اور ناامید ہو چکے ہیں۔ کہ وہ خیال ہی نہیں کر سکتے۔ کہ اتنے بڑے کفر اور دجل کے ہوتے ہوئے وہ دنیا میں ترقی کر سکیں گے۔

پس وہ مایوسی جو آجکل مسلمانوں کے دلوں میں ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ قبر کے عذاب کے وقت کفار کو اپنی دوبارہ حیات سے جو مایوسی ہوگی اس سے بڑھ کر اس زمانہ کے مسلمان اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے ہوں گے گویا ایک مرے ہوئے کافر کو بھی امید ہو سکتی ہے۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ رحم کر کے اس کو اس دنیا میں واپس لوٹا دے۔ مگر مسلمانوں کے دلوں میں اتنی امید بھی باقی نہیں رہے گی۔ جب مسلمانوں کے دلوں میں ایسی مایوسی پیدا ہو جائے۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایسے زمانہ میں جو شخص اسلام کے غلبہ کا موجب ہوگا۔ اس کا کام کیسا عظیم الشان ہوگا:

پھر ایک اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قد یئسوا من الاٰخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور (الممتحنہ) یعنی آخرت سے ایسے ہی مایوس ہو چکے ہیں جیسے کفار اصحاب القبور کے متعلق مایوس ہو چکے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ اب وہ دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے۔ دوسری طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مسیح موعود کے زمانہ میں مسلمان اس سے بھی زیادہ مایوس ہونگے۔ جس قدر خود اصحاب قبور مایوس ہوتے ہیں ایسی صورت میں کیا یہ عجیب بات نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر جب اتنی مایوسی طاری ہو۔ تو خدا انہیں کافر قرار دے مگر اس زمانہ میں جب مسلمان ان سے بھی زیادہ مایوس ہو چکے ہوں۔ تو ان کے متعلق یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ مسلمان ہی ہیں:

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بتایا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں مسلمان اپنی دوبارہ حیات سے اس قدر ناامید ہو چکے ہوں گے۔ کہ ان کفار سے بھی بڑھ کر ان کے دلوں میں ناامیدی ہوگی جو قبر کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ اور جو سمجھتے ہیں۔ کہ وہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں لوٹ سکتے۔ گویا اللہ تعالےٰ کی رحمتوں سے ناامیدی کی بناء پر وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے کفار سے بھی بدتر ہونگے یہ حالت نہایت ہی خطرناک ہے۔ مگر آج ہمیں یہی نظر آ رہا ہے کہ مسلمان اپنی آئندہ ترقی اور اسلام کے دوبارہ احیاء سے اسی طرح مایوس ہو چکے ہیں۔

اذان کے بعد کی دعا کس طرح دعوتِ تامہ ہے

ایک صاحب نے عرض کیا۔ کہ اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے۔ اس میں اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ کے الفاظ آتے ہیں۔ اذان کو دعوت تامہ کیوں قرار دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا اس کے متعلق میرے کئی خطبات شائع ہو چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اذان خلاصہ ہے اسلام کا اور اسی لئے اذان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت تامہ قرار دیا ہے۔ درحقیقت پہلا قدم جو انسان اللہ تعالےٰ کی طرف اٹھاتا ہے۔ اور جس کے بغیر کسی انسان کو ایمان نصیب نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ اکبر ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کو وہ ہر چیز پر مقدم کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا ترجمہ یہ کیا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

پس پہلا قدم انسان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ سچے دل سے اللہ اکبر کا اقرار کرتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اللہ کے برابر اور کوئی ہستی نہیں۔ وہی سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے۔ اس کے بعد دوسرا قدم انسان توحید کی طرف اٹھاتا ہے۔ اور درحقیقت توحید کا مقام اللہ اکبر کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ بعض انسانوں کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک طرف تو وہ اللہ تعالےٰ کو بڑا قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف کئی چیزوں کو وہ خدا تعالےٰ کے مقابل میں کھڑا کر رہے ہوتے ہیں۔ جیسے شیعوں کی حالت ہے۔ کہ وہ حضرت امام حسین کو بندہ بھی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف انہیں خدا کے برابر بھی لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا حضرت کرشن اور حضرت رام چندر وغیرہ اپنے اپنے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر تھے۔ مگر پھر انہی کو ماننے والوں نے ان کو خدا تعالےٰ کا شریک قرار دے دیا۔ یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دیکھ لو۔ کہ عیسائی مانتے ہیں۔ کہ وہ بشر تھے۔ مگر پھر ان کو خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں تو کئی قومیں ایسی ہیں۔ کہ وہ سمجھتی ہیں۔ کہ خدا سب سے بڑا ہے۔ مگر پھر بھی وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

پس چونکہ شرک اس رنگ میں بھی ہوتا ہے۔ کہ بعض انسانوں کو خدا تعالیٰ کا مقرب تسلیم کرتے ہوئے لوگ ان کو خدا کا شریک قرار دے دیتے ہیں اس لئے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کے الفاظ میں انسان کو توحید حقیقی کا سبق دیا گیا۔ اور اسے بتایا گیا۔ کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ کے سوا اور کوئی ذات ایسی نہیں۔ جو اس کی شریک بن سکے۔ اس کے بعد ایک تیسرا مقام آتا ہے۔ جب انسان کا دل خدا تعالےٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی اور اس کی شان کے متعلق فیصلہ کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی فیصلہ کر لیتا ہے۔ کہ میں کسی اور کو خدا تعالےٰ کے برابر قرار نہیں دوں گا۔ تو تیسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ وہ چاہتا ہے میرے لئے کوئی ایسا لائحہ عمل ہو جس سے میرے دل کو پاکیزگی حاصل ہو۔ تقدس اور قدوسیت حاصل ہو۔ اور میں بھی خدا تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر سکوں گا۔ اس غرض کے لئے اشھد ان محمداً رسول اللہ کے الفاظ اذان میں بڑھا دیئے۔ لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ نفی کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ لیکن محمد رسول اللہ کے الفاظ اثبات پر دلالت کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات انسان میں بھی آ سکتی ہیں۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ وہ خدا کا شریک بن سکے۔ بلکہ اس طرح جب کوئی انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتا۔ اور اپنے دل کو پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ وہ خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ پس اشھد ان محمد رسول اللہ کے الفاظ اثبات کے لئے لائے گئے ہیں۔ اور اس لئے لائے گئے ہیں۔ تاکہ لا الٰہ الا اللہ میں جو نفی کی گئی تھی۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ انسان کسی صورت میں بھی خدا تعالےٰ کی صفات کا انعکاس اپنے آئینہ قلب میں پیدا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ انسان خدا کا ند اور شریک نہیں ہو سکتا۔ ورنہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بن سکتا ہے۔ جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن گئے۔

اس کے بعد جس شخص کے دل میں امید اور امنگ پیدا ہو جائے۔ مایوسی اس کے دل سے دور ہو جائے۔ اور اسے بتا دیا جائے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے قرب کے راستے کھلے ہیں۔ تو وہ قوت عملیہ کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اسی لئے اس کے بعد حی علی الصلوٰۃ کے الفاظ بڑھا دیئے۔ یہ بتانے کے لئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر یہ بات واضح کر دی ہے۔ کہ انسان اگر کوشش کرے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی صفات کا مظہر بن سکتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا مقرب اور پیارا ہو سکتا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ تم کوشش کرو۔ اور اپنے اعمال سے اس مقام کا مستحق ہونا ثابت کرو۔ پس فرمایا حی علی الصلوٰۃ رستہ بند نہیں بلکہ کھلا ہے اگر خدا تعالےٰ کے قرب میں بڑھنا چاہتے ہو۔ تو آگے بڑھو اور عبادات کے ذریعہ اس کی رضا کو حاصل کر لو۔

ان الفاظ میں اللہ تعالےٰ نے اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ دنیا میں بہت سی ترقیات ماتحتوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ بڑا بادشاہ وہی ہوتا ہے۔ جس کے عبد بہت ہوں۔ اور وہ اس کی بڑائی بیان کرتے رہتے ہوں بادشاہ وہی ہوتا ہے۔ جس کے پاس بڑے بڑے جرنیل ہوں۔ اور وہ فوجوں کی ایسی عمدگی سے تربیت کرنے والے ہوں۔ کہ دشمن سے جب بھی مقابلہ ہو۔ تو ان کی فوجیں فتح پائیں۔ اور دشمن ناکام ہو۔ بادشاہ کون ہوتا ہے۔ وہی جس کے پاس بڑے بڑے سیاستدان اور مدبر ہوں۔ جو دوسرے ملکوں سے اپنے ملک کی سیاست اور صنعت وحرفت کو بڑھا کر دکھا دیں۔ بادشاہ کون ہوتا ہے۔ وہی جس کے پاس بڑے بڑے سائنس دان ہوں۔ اور جو عجیب وغریب ایجادات کرتے رہتے ہوں۔ بڑا بادشاہ کون ہوتا ہے۔ وہی جس کے پاس بڑے بڑے انجنیئر ہوں۔ جو عمارتیں بنانے پلوں کی تعمیر کرنے اور سڑکیں وغیرہ تیار کرنے میں ماہر ہوں۔ پھر بڑا بادشاہ کون ہوتا ہے۔ وہی جس کے پاس بڑے بڑے ڈاکٹر ہوں۔ جو لوگوں کا علاج کریں۔ اور بیماریوں کا مقابلہ کریں۔ غرض بادشاہ کی بڑائی اس کے غلاموں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ جس کے عبد زیادہ ہوں وہی بڑا بادشاہ ہوتا ہے اور جس کے کم ہوں وہ چھوٹا بادشاہ ہوتا ہے۔ پس دنیا میں چونکہ قاعدہ ہے۔ کہ بادشاہ کی بڑائی اس کے ماتحتوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے حی علی الصلوٰۃ کے ساتھ حی علی الفلاح کے الفاظ بڑھا دیئے۔ یہ بتانے کے لئے کہ بیشک اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو۔ مگر یہ مت سمجھو۔ کہ خدا تمہاری عبادت کا محتاج ہے۔ جس

طرح دنیا کے بادشاہ اپنے ماتحتوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اور اُن کے ذریعہ انہیں عزت ملتی ہے۔ تمہاری عبادت صرف تمہارے کام آئے گی۔ خدا تعالےٰ کی بڑائی میں اُس سے کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری طرف اُن الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔ کہ بعض لوگ بڑی بڑی کوششیں اور محنتیں کرتے ہیں۔ مگر ان کی کوششوں اور محنتوں کے نتائج پیدا نہیں ہوتے۔ پس حی علی الفلاح کہہ کر بتا دیا۔ کہ تمہارے لئے جو رستہ کھُلا ہے۔ وہ ایسا نہیں۔ کہ تمہاری عبادتیں بے ثمر چلی جائیں۔ اور اُن کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہو۔ اگر تم اخلاص کے ساتھ عبادت کروگے تو ضرور ہے۔ کہ ایک دن اُن عبادات کے تمہیں پھل بھی حاصل ہوں۔

اس کے بعد جب کسی قوم کو فلاح حاصل ہو جائے گی۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ پھر اس قوم کو اللہ اکبر کا ہی اقرار کرنا پڑیگا۔ اور اپنے مشاہدہ کی بنا پر وہ اللہ اکبر دوبارہ کہے گی۔ جس طرح پہلے اس نے ایمان بالغیب کے طور پر اللہ اکبر کہا تھا۔ پس حی علی الفلاح کے بعد اللہ اکبر کے الفاظ لاکر اللہ تعالےٰ نے اس امر کی طرف اشارہ فرما دیا۔ کہ تمہارے مقابلہ میں حکومتیں کھڑی ہوں گی سلطنتیں تمہاری مخالفت کریں گی۔ امراء تمہارے مخالف ہو جائیں گے

علماء تمہارے مخالف ہو جائیں گے۔ سائنسدان تمہارے مخالف ہو جائیں گے۔ تاجر تمہارے مخالف ہو جائینگے۔ اقتصادیات کے ماہر تمہارے مخالف ہو جائیں گے۔ غرض سب دنیا تمہاری مخالفت کرے گی۔ لیکن خدا پھر بھی تم کو فلاح دے گا۔ اور یہ ثبوت ہوگا اس بات کا۔ کہ تم نے جو اللہ اکبر کا اعلان ایمان بالغیب کے طور پر کیا تھا۔ وہ ایک صداقت ثابتہ تھی۔ جیسا کہ تم نے اپنے تجربہ سے اسے معلوم کر لیا تھا۔ اور باوجود تمہاری کمزوری کے تمہاری مخالف طاقتیں سب مٹا دی جائینگی دشمن تباہ کر دئے گئے ہیں۔ اور دنیا پر یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ خدا ہی سب سے بڑا ہے۔ مگر چونکہ بڑائی اور عظمت کے ملنے کے بعد پھر انسان پر شرک کا ایک دورہ ہوتا ہے۔ اور وہ خدا کی دی ہوئی عظمت کو اپنی کوشش کا نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ اس لئے آخر میں پھر لا الٰہ الا اللہ رکھ کر شرک کی نفی کر دی گئی ہے

غرض اذان خلاصہ ہے اسلام کی تعلیم کا۔ اور تفصیل ہے اُس سلوک کی جو اسلام کے احکام کے مطابق انسان اللہ تعالےٰ کی طرف اختیار کرتا ہے۔ پس دعوتِ تامہ بڑا صحیح اور سچا نام ہے اذان کا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا۔

رسولہٗ سے مراد کون ہے

ایک دوست نے سوال کیا کہ آیت کریمہ ھوالذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ میں رسولہٗ سے مراد کون ہے۔ حضور نے فرمایا۔ ارسل رسولہٗ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق ہے۔ اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تجھے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسلام کے خلاف جس قدر باطل مذاہب دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ تو اُن کی ایک ایک تعلیم کو اسلام کے مقابلہ میں باطل ثابت کرے اور اُن کے دلائل کو توڑ کر رکھ دے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ امر پوری طرح ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ یہ کام مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جو آپ کے شاگرد ہیں مقدر تھا۔ پس رسولہٗ سے مراد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہیں مگر جو شخص بھی آپ کا یہ کام کریگا۔ لازماً ظلی طور پر بھی وہ اس کا مصداق ہوگا۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا ہے یا نہیں کہ لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رجل من ابناء الفارس۔ اگر ایمان ثریا پر بھی جا چکا ہوگا۔ تو ایک فارسی الاصل شخص اس کو دوبارہ زمین پر واپس لائیگا۔

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقیٰ من القراٰن الا رسمہٗ۔ اس زمانہ میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن کے صرف الفاظ لوگوں کے پاس رہ جائینگے۔ حقیقت جاتی رہے گی۔ تب اللہ تعالےٰ مسیح موعود کے ذریعہ پھر اسلام کو زندہ کریگا اور پھر قرآن کریم کے معارف لوگوں پر ظاہر کریگا پس جب مسیح موعود آسمان سے ایمان واپس لائیگا۔ دین اسلام کو زندہ کریگا۔ قرآن کریم کے معارف لوگوں پر ظاہر کریگا۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ اس کے متعلق یہی کہا جائیگا۔ کہ وہ دین اور ھدیٰ کو لے کر دنیا میں آیا۔ صرف اتنی بات ہے کہ وہ کوئی نئی چیز دُنیا میں نہیں لائیگا۔ بلکہ اسی چیز کو لائیگا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تیرہ سو سال پہلے لاچکے ہونگے۔ مگر کسی پہلی چیز کو لانے والے کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ اس چیز کو دوبارہ دُنیا میں لایا۔

مظھر الاوّل والاٰخر کا مطلب

ایک صاحب نے عرض کیا کہ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔ کہ وہ مظھر الاول والاٰخر ہوگا۔ اس کا کیا مطلب ہے ؟

حضور نے فرمایا:- دنیا میں ہر کام کی ایک ابتداء ہوتی ہے۔ اور ایک انتہاء ہوتی ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو کام کی ابتداء تو کرتے ہیں۔ مگر انہیں اس کام کی انتہاء دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ مظھر الاول تو ہوتے ہیں لیکن مظھر الاٰخر نہیں ہوتے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو انتہاء کے وقت تو آجاتے ہیں مگر ابتداء میں ان کا دخل نہیں ہوتا۔ گویا وہ مظھر الاٰخر تو ہوتے ہیں۔ مگر مظھر الاول نہیں ہوتے۔ لیکن مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ مظھر الاول بھی ہوگا۔ اور مظھر الاٰخر بھی ہوگا۔ گویا ایک طرف سلسلہ کا ابتدائی زمانہ اُس نے دیکھا ہوا ہوگا۔ وہ مشکلات جو سلسلہ احمدیہ پر آئیں۔ وہ قربانیاں جو لوگوں کو کرنی پڑیں۔ وہ تکالیف جو انہوں نے برداشت کیں۔ یہ سب واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ وہ ایسے زمانہ میں ظاہر ہو۔ جب تکالیف کا زمانہ گذر جائے گا مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور احمدیت کو غلبہ میسر آجائے گا۔ اس نے وہ وقت بھی دیکھا ہوگا۔ جب احمدیت ابھی ابتدائی حالت میں ہوگی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ اُسے لمبی عمر دے کر وہ وقت بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے لے آئیگا۔ جب احمدیت پھیل جائے گی۔ اور اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔ پس وہ مظھر الاول بھی ہوگا اور مظھر الاٰخر بھی ہوگا۔

مظھر الحق والعلیٰ کا مفہوم

حضور سے عرض کیا گیا کہ مصلح موعود کے متعلق مظھر الحق والعلیٰ کے جو الفاظ آئے ہیں۔ ان کا کیا مفہوم ہے ؟

حضور نے فرمایا:- مظھر الحق کے متعلق تو میں سمجھتا ہوں۔ اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقائد اور آپ کی تعلیمات کو بعض لوگ بگاڑ کر پیش کریں گے۔ وہ بعض غلط عقائد آپ کی طرف منسوب کرینگے اور آپ کے درجہ کو کم کرنیکی کوشش کرینگے۔ ایسی صورت میں وہ ان کا مقابلہ کرے گا۔ اور عقائد حقہ کو جماعت میں قائم کرے گا۔ پس مظھر الحق میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے ذریعہ عقائد حقہ قائم کئے جائیں گے۔ اور مظھر العُلیٰ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عقائد حقہ اس کے ذریعہ قلوب میں راسخ کردئے جائیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ بظاہر ان کا قائم اور راسخ ہونا بہت مشکل دکھائی دیگا اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا فرمائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ عقائد حقہ کو قائم کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی۔ اس کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ جب لوگ سنتے ہیں۔ کہ لوگ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ نبوت بند نہیں۔ بلکہ جاری ہے۔ اور قیامت تک

جاری رہے گی۔ وحی والہام کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ یا جنازہ کا مسئلہ سنتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ غیروں کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ یا یہ سنتے ہیں۔ کہ ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ انکو لڑکیاں دینی منع ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جو شخص ایسا کہیگا۔ وہ یقیناً ناکام ہوگا۔ کیونکہ ان عقائد کے ساتھ ساری دنیا سے لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عقائد دنیا میں پھیل ہی نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ذریعہ بتا دیا کہ ایک طرف تو وہ عقائد حقہ قائم کرے گا۔ جو بوجہ حق ہونے کے لازماً تلخ بھی ہوں گے اور دوسری طرف وہ مظہر العلیٰ ہوگا۔ یعنی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور جو باتیں منوانا چاہیگا۔ وہ لوگوں سے منوا لیگا۔ ہم پیغامیوں کو دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے اور انہیں ہمارے خلاف اشتعال دلانے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہیں کافر کہتے ہیں۔ یہ تمہارے پیچھے نمازیں پڑھنا حرام سمجھتے ہیں۔ یہ تمہیں لڑکیاں دینا ناجائز بتلاتے ہیں۔ یہ تمہارے جنازے پڑھنے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ غرض ہر رنگ میں وہ انہیں ہمارے خلاف بھڑکاتے اور اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جب بھی کوئی شخص جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ادھر ہی آتا ہے۔ ان کیطرف نہیں جاتا ایک دفعہ یہیں ایک شخص آئے محمد یعقوب ان کا نام تھا۔ اور لائل پوری غیر مبایعین کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ انہوں نے نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل پر بحث کرنی شروع کر دی۔ دوران گفتگو میں وہ بار بار جماعت کے ان دوستوں کی طرف جو اس وقت مجلس میں موجود تھے۔ اشارہ کریں۔ اور کہیں کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا ایمان نہیں رکھتے جتنا میں ایمان رکھتا ہوں۔ میں نے آپ کی کتابوں اور اشتہاروں وغیرہ کو خوب غور سے پڑھا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ نبوت اور کفر و اسلام وغیرہ مسائل کے بارہ میں آپ کے عقائد درست نہیں ہیں جب وہ اپنی بات ختم کر چکے۔ تو میں نے ان سے کہا میاں صاحب اس میں مشکل بات کونسی ہے۔ لاہور میں وہ لوگ موجود ہیں جو یہی عقائد رکھتے ہیں۔ آپ جائیں اور ان کی بیعت کر لیں۔ وہ کہنے لگے بیعت کرنی ہوگی تو یہیں کریں گے وہاں کیوں کریں۔ تو باوجود اس کے کہ ہم باتیں وہ کہتے ہیں۔ جن کو ماننا بظاہر بڑا مشکل نظر آتا ہے۔ مگر لوگ پھر بھی ادھر ہی آتے ہیں اُدھر نہیں جاتے۔ پس مظہر الحق میں اس امر کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ ایسے عقائد پیش کرے گا۔ جو الحق مرّ کے ماتحت بظاہر کڑوے۔ اور تکلیف دہ ہوں گے۔ اور سمجھا یہ جائے گا۔ کہ اگر ہم نے ان عقائد کو مانا تو لوگ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔ اور ہماری تکالیف پہلے سے بڑھ جائیں گی۔ لیکن باوجود اس کے وہ ایسی باتیں پیش کرے گا جو غصہ دلانے والی اور جذبات کو بھڑکانے والی ہونگی۔ مگر پھر بھی اللہ تعالےٰ اسے کامیابی عطا فرمائے گا۔ اور وہ مظہر العلیٰ قرار پائے گا۔ گویا باوجود اس کے کہ اس کی باتیں بظاہر کڑوی ہوں گی۔ جیسے کہا جاتا ہے الحق مرٌّ سچی بات انسان کو کڑوی معلوم ہوتی ہے پھر بھی لوگ اسی کی کڑوی چیز پئیں گے۔ دوسروں کے میٹھے شربت کو اپنا مونہہ نہیں لگائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ابن مریم کیوں قرار دیا گیا

ایک صاحب نے سوال کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابن مریم کیوں قرار دیا گیا ہے۔

حضور نے فرمایا آپ کو حضرت مسیح سے تشبیہ دینے کے لئے ابن مریم کہا گیا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے لوگ کہتے ہیں فلاں شخص حاتم طائی ہے اب کیا اس کے یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ وہ واقعہ میں وہی حاتم ہے۔ جو پہلے زمانہ میں گزر چکا ہے۔ اور طے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے الفاظ ہمیشہ تشبیہ دینے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب ابن مریم کہا گیا تو اس میں حکمت یہ تھی۔ کہ حضرت مریم پر لوگوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ان کے ہاں ناجائز بچہ کی ولادت ہوئی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ لوگوں نے کہا یا اخت هارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیاً۔ (مریمؑ) اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہی الہام ہوا۔ کہ لقد جئت شیئاً فریاً۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی الہام کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے۔ جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے۔ جب میرے دعوئ مسیح موعود کی کسی نے ان کو خبر دی۔ تو وہ بہت روئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ یہ شخص کس پر پیدا ہوا ہے۔ ان کا باپ تو نیک اور افترا کے کاموں سے ہمیشہ دور رہنے والا تھا۔" (کشتی نوح) پس ابن مریم کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ لوگ آپ کی پیدائش روحانی کو ناجائز سمجھیں گے اور یہ کہیں گے۔ کہ دعوےٰ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اسی لئے آپ کا نام اس مشابہت کی وجہ سے ابن مریم رکھا گیا۔

ایک دوست نے سوال کیا۔ کہ حضور جب ہمیشہ نیک کاموں کی ہی ہدایت کیا کرتے ہیں۔ تو بیعت کے وقت ان الفاظ میں اقرار کیوں لیا جاتا ہے۔ کہ جو آپ نیک کام بتائیں گے۔ ان میں میں آپ کی فرمانبرداری کروں گا۔ بُرا کام تو حضور بتا ہی نہیں سکتے پھر ان الفاظ کی تخصیص کیوں کی جاتی ہے

حضور نے فرمایا یہ صحیح ہے۔ کہ ہم بے شک نیک باتوں کا ہی حکم دیتے ہیں۔ مگر بیعت کے وقت ان الفاظ میں اقرار لینے کی حکمت یہ ہے۔ کہ اس طرح دشمن کا اعتراض مٹ جاتا ہے۔ اگر خالی یہ الفاظ ہوتے۔ کہ جو کام بھی آپ بتائیں گے۔ اس میں آپ کی اطاعت کی جائے گی۔ تو دشمن یہ اعتراض کر سکتا تھا۔ کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کبھی کوئی بُرا کام کرنے کو کہا گیا۔ تو اس کی بھی تعمیل کی جائے گی۔ پس چونکہ دشمن یہ اعتراض کر سکتا تھا۔ اس لئے بیعت میں یہ الفاظ رکھ دیئے گئے۔ ان الفاظ کے رکھنے سے ہمارا کوئی حرج نہیں ہوا۔ لیکن دشمن کا مونہہ بند ہو گیا۔ قرآن کریم میں بھی جہاں عورتوں کی بیعت کا ذکر آتا ہے وہاں یہ الفاظ ہیں ولا یعصینک فی معروف (الممتحنہ) کہ جو آپ نیک کام بتائیں گے۔ ان

تصحیح

تصحیح:۔ الفضل ۳ مارچ میں وصیت ۷۲۴۳ شایع ہوئی ہے۔ رحیم بی بی صاحبہ کی اس میں حسب ذیل تصحیح فرما دیں:۔

غلط	صحیح
کنگنیاں پختہ سات چھٹانک	۲ عدد کنگنیاں ایک سیر سات چھٹانک پختہ
مبلغ ۲۰۰/- روپے کے ¼ حصہ	مبلغ ۳۰۰/- روپے کے ⅛ حصہ
حصہ جائیداد ۳۲ ارسال ہیں۔	حصہ جائیداد ۴۳ روپے ارسال ہیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ

میں وہ آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اب کیا اس کا یہ مطلب تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ کچھ بری باتوں کا بھی حکم دے سکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کے الفاظ دشمن کا مونہہ بند کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ ورنہ ہماری طرف سے تو جس بات کا بھی حکم دیا جائے گا۔ وہ نیک ہی ہوگی

کان اللہ نزل من السماء کا مطلب

حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ کان اللہ نزل من السماء کا کیا مطلب ہے۔

حضور نے فرمایا جب بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ مامور ہو یا غیر مامور اور اسے کسی خاص مقصد اور مدعا کے لئے دنیا میں ظاہر کیا جائے تو قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق اس کا آنا خود اللہ تعالےٰ کا آنا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے فاتی اللہ بنیانھم من القواعد فخر علیھم السقف من فوقھم (النحل ع ۳) جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی شخص کھڑا کیا جاتا ہے۔ تو اس کا مقابلہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر ایسے مقابلہ میں کوئی انسانی طاقت دشمن کو تباہ نہیں کر سکتی۔ ان کے قلعے مضبوط ہوتے ہیں۔ اور وہ آسانی سے ان میں پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔

پس جب قلعہ مضبوط ہو تو اس صورت میں قاعدہ یہی ہے کہ نیچے سے سرنگ لگا کر اس میں داخل ہونے کی کوشش کیجاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حق کے مقابلہ کے وقت بظاہر دشمن یہ سمجھتا ہے کہ اس کا قلعہ فتح نہیں ہو سکتا۔ کوئی طاقت اس کی دیواروں کو توڑ نہیں سکتی۔ کوئی فوج اس کو شکست نہیں دے سکتی مگر جب وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے۔ تو اتی اللہ بنیانھم۔ اللہ تعالیٰ بنیان میں سے نکل کر ان کے قلعہ کو پاش پاش کر دیتا اور مخالفین کو تباہ برباد کر دیتا ہے۔ پس مظھر الحق والعلیٰ میں جس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اُسے کان اللہ نزل من السماء میں زیادہ واضح کر دیا۔ اور بتا دیا کہ اس کی کامیابی معمولی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے ذریعہ کفر کی بنیاد بالکل گرا دیجائیگی۔

گویا یہ الفاظ اس کی کامیابی کی تکمیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مل کر دشمن کی بنیادوں کو ہمیشہ کے لئے اکھیڑ کر دے گا۔

یہ تو پیشگوئی کے ان الفاظ کے معنے ہیں۔ لیکن اگر ہم حقیقت کو دیکھیں۔ تو بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جو ان تمام لوگوں میں مشترک ہوتی ہیں۔ جن کے سپرد اللہ تعالیٰ اصلاح عالم کا کام کرتا ہے۔ خواہ وہ انبیاء ہوں۔ یا غیر انبیاء۔ اگر انبیاء ہوں گے۔ تب بھی ان کا آنا کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوگا۔ اور اگر غیر انبیاء ہوں گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان سے اصلاح کا کام خاص طور پر لینا چاہے گا۔ تو ان کا آنا بھی کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ہوگا۔ گویا انبیاء اور وہ سب لوگ جو اُن انبیاء کے تابع ہو کر اصلاح خلق کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اُن سب پر یہ الفاظ استعمال ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ کھڑے ہوں۔ اور اپنے کام میں کامیاب نہ ہوں تو دشمن کو اعتراض کا موقع مل سکتا ہے۔ اور وہ غرض فوت ہو جاتی ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ انہیں کھڑا کرتا ہے۔ پس کان اللہ نزل من السماء کا ظہور ہر نبی یا اُس کے خاص اتباع کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آسمان سے نہ اُترے تو دلوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ان الفاظ میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان لوگوں کے قلوب میں پیدا ہو جائے گا۔ شرک مٹ جائیگا۔ عقائد میں پختگی پیدا ہو جائے گی۔ اور اسلام کی صداقت پر کامل یقین اور ایمان انہیں حاصل ہو جائے گا۔

بحالی وصیت

گل محمد صاحب موصی نمبر ۳۸۱۵ پنڈی ہیر شرقی حال مدرس شاہ صدر دین ضلع ڈیرہ غازیخاں کی وصیت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان نے بحال کر دی ہے۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۲۳ اپریل۔ کل برطانی پارلیمنٹ میں نوآبادیات کے مسئلہ پر مزید بحث ہوئی۔ کنزرویٹو ممبر سر ہربرٹ ولیم نے ہندوستان کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ایسے ہندوستانیوں کو جن کا کھانا پینا اچھوتوں کے چھونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ ہم جمہوری حکومت کیونکر دے سکتے ہیں۔ ایک اور ممبر نے امریکہ کی نکتہ چینی کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ امریکہ میں حبشیوں کے ساتھ جس قسم کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اس کا ہمیں علم ہے۔ امریکہ اگر برطانیہ کے معاملات میں دخل دینا چاہتا ہے تو برطانیہ کو بھی مداخلت کا حق ہونا چاہیئے۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ جرمنی اور دوسر محوری ملکوں کو کروم بھیجنا بند کر دینے کے متعلق ترکی پارلیمنٹ میں اعلان کرتے ہوئے وزیر خارجہ نے کہا۔ برطانیہ کے ساتھ ترکی کا معاہدہ ترکی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہے۔ نیز کہا۔ برطانیہ اور امریکہ کی طرف سے کروم کے سوال پر جو مراسلہ ترکی کو موصول ہوا۔ اس پر ہم نے غیر جانبدارانہ ملک کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ اُن کے اتحادی کی حیثیت سے غور کیا ہے۔

نیلیلز ۲۳ اپریل۔ مارشل بڈوگلیو نے اٹلی میں نئی وزارت مرتب کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ جس میں چھ پارٹیوں کے نمائندے ہیں۔ مارشل بڈوگلیو پہلے کی طرح وزیر خارجہ رہیں گے۔

پٹیالہ ۲۳ اپریل۔ ریاست میں زنانہ تعلیم کو فروغ دینے کے لئے مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ نے حکم دیا ہے کہ ریاست کے تمام گرلز سکولوں میں کوئی فیس نہیں لیجائیگی۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ جرمن ریڈیو پر اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ کا بیڑہ اپنے قریبی سمندروں میں جمع ہو رہا ہے۔ ڈنکرک کے واقعہ کے بعد اتنی بڑی تعداد میں جہاز کبھی جمع نہیں ہوئے۔ اس میں امریکن۔ فرانسیسی اور دیگر اتحادی بیڑوں کے علاوہ اطالوی بیڑہ کے دستے بھی ہیں۔

جموں ۲۳ اپریل۔ وزیر اعظم کشمیر نے مہاراجہ صاحب بہادر کے حکم سے جموں فائرنگ کے کچھ زخمیوں کو معاوضے دیئے۔ اور باقی زخمیوں اور ہلاک شدگان کے ورثاء کے نام حکم جاری کیا ہے کہ وہ معاوضہ کے لئے حاضر ہوں۔ فائرنگ تحقیقاتی کمیشن کے اہل کاروں کو بھی انعامات دیئے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۳ اپریل۔ لارڈ سنل فوت ہو گئے ہیں۔ آنجہانی دارالامراء کے ڈپٹی لیڈر تھے۔ (الفضل) انہوں نے ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر الفضل میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جو خاتم النبیین نمبر میں شائع کیا گیا تھا۔

واشنگٹن ۲۴ اپریل۔ جنرل میکارتھر کے تازہ اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ نیوگنی کے کنارے پر تین اور امریکی فوجیں اُتر گئی ہیں پہلے پہل جب امریکن فوجیں اتریں۔ تو جنرل میکارتھر خود ایک کروزر میں بیٹھ کر تمام کارروائی دیکھتے رہے۔ امریکی فوجوں نے اُترتے ہی ہالینڈ کے شہر پر قبضہ کر لیا اور دشمن کے ہوائی اڈوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اتنے بڑے وسیع پیمانے پر اس سے قبل اس قسم کی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس میں ایک بھی امریکی جہاز ضائع نہیں ہوا۔ اس کارروائی کے نتیجہ میں ایک لاکھ چالیس ہزار جاپانی سپاہی الگ تھلگ ہو گئے ہیں۔

ماسکو ۲۴ اپریل۔ کل آدھی رات کے اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ تیرہ سو میل لمبے محاذ پر کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا۔ روسی فوجیں موسم گرما کے بہت بڑے حملہ کے لئے زور شور سے تیاریاں کر رہی ہیں۔

لنڈن ۲۴ اپریل۔ کل سینکڑوں اتحادی جہازوں نے بلجیم اور فرانس کے مختلف مقامات پر حملے کئے۔ اور بکثرت بم گرائے۔ تمام جہاز سلامتی سے واپس آ گئے۔